سند کی حقیقت واہمیت: مولانا امین احسن اصلاحی کا نقطہ نظر

The Authenticity and Importance of the Sanad: The Perspective of Maulana Amin Ahsan Islahi

Dr. Hafiz Muhammad Imran
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Leads University, Lahore: imranbhaidoulti@gmail.com

Dr.Muhammad Iqbal Khan
Chairperson, Department of Islamic Studies, Lahore Leads University, Lahore: hod.isl@leads.edu.pk

Dr.Muhammad Hafeez Tahir
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Leads University, Lahore: hafeez.tahir@leads.edu.pk

Abstract

Maulana Amin Ahsan Islahi, representative and translator of Farahi school of thought, has a special thinking on the relation of the *sunnah* and Hadith with Qur'an. This is an analytical study of Maulana Ameen Ahsan Islahi's understanding about Sanad. For this purpose, data is gathered from secondary sources that include books, articles and online sources. According to him, the whole stock of Hadith depends upon the relates or sayings of the transmitters which cannot be secured from suspecting. So Ahadith require interrogation and investigation. For the purpose Maulana Amin Ahsan Islahi selected some specific rules and regulations for the research and exploration of the Hadith. In his opinion every Hadith would be observed and investigated under these rules to decide about its authenticity.

Keywords: Hadith, Narration, Sanad, Tradition, Approaches, Authenticity of Hadith

کلام اللہ کے بعد شریعت اسلامیہ کا دوسرا بڑا ماخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ احادیث سنت کے معلوم کرنے کا قابل اعتماد ذریعہ ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ آئمہ حدیث کے ہاتھوں احادیث کی شکل میں علم رسولؐ کی حفاظت کا جو منفرد اہتمام ہوا ہے آج تک کسی اور علم و فن کو نصیب نہیں ہوا۔ ملت اسلامیہ کا یہ ایک بے مثل کارنامہ ہے کہ اس کے قابل فخر محدثین نے صدر اول میں پیغمبر اسلامؐ کے صحیح اور حقیقی علم کو نہ صرف احادیث کے قابل اعتماد مجموعوں کی شکل میں محفوظ و مامون کیا، بلکہ فن حدیث کے متعلق تمام علوم کے بے لاگ اصول و

مبادی بھی قائم کئے، حدیث کے اصول و مبادی کی سب سے بڑی غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ راوی اور روایت کے حالات دریافت کئے جائیں تاکہ حدیث کے قبول و رد کا فیصلہ کیا جاسکے۔ علماء حدیث نے صحیح و سقیم میں تقسیم کیلئے جو قواعد وضوابط مقرر کیے وہ صحیح ترین قواعد ہیں۔

تحقیق حدیث میں متن اور نفس مضمون کی اہمیت مسلمہ ہے لیکن برصغیر پاک و ہند میں فراہی مکتب فکر نے محدثین کے بیان کردہ معیارات کی منفرد تشریح کی ہے۔ اس طبقہ کے نمائندہ اور ترجمان مولانا امین احسن اصلاحی قرآن اور سنت و حدیث کے متعلق ایک مخصوص فکر رکھتے ہیں ان کی نظر میں حدیث کا تمام تر ذخیرہ اخبار احاد پر مشتمل ہے اور اخبار احاد شک وشبہ سے پاک نہیں ہیں۔ اس لئے کتب حدیث میں موجود ہر حدیث قابل تحقیق و تفتیش ہے۔ اسی بنیاد پر اصلاحی صاحب نے حدیث پر تحقیق و تدبر کے اصول وضع کئے ہیں ان کے خیال میں ہر حدیث کو ان اصولوں کی روشنی میں پرکھا جائے جو حدیث ان اصولوں کے مطابق ہو وہ صحیح بصورت دیگر قابل رد ہے ۔ان کی نظر میں احادیث سے فیض یاب ہونے کیلئے "حدیث کے طالبعلم کے سامنے چند بنیادی شرائط ہونی چاہییں۔ اگر مذکورہ شرائط سے قطع نظر اس فن کا مطالعہ کیا جائے گا تو نہ صرف یہ کہ ہر جگہ الجھنیں پیدا ہوں گی، بلکہ بہت بڑے خدشہ کا شبہ ہے[1]"

حدیث پر غور و تدبر کیلئے جناب اصلاحی صاحب نے "ادارہ تدبر قرآن وحدیث" قائم کیا اس ادارہ کے زیر اہتمام صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطا امام مالک کی شرح پر مبنی دروس حدیث کا اہتمام کیا۔ بعد ازاں یہ دروس کتابی شکل میں شائع ہو گئے۔ قرآن و سنت کے باہمی تعلق کے بارے میں امین احسن اصلاحی صاحب کی منفرد فکر نے نہ صرف ان کی تفسیر پر اثر ڈالا بلکہ اس فکر کو سامنے رکھتے ہوئے علوم حدیث کی تدوین نو کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔۔ضرورت اس امر کی تھی کہ جائزہ لیا جائے کہ جناب امین احسن اصلاحی کی شروح حدیث کے مآخذ کیا ہیں۔

سند کی تعریف

سند متن کو نقل کرنے کے سلسلے کو کہتے ہیں ،اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ سند کا مطلب ہے، حدیث کو سپرد کرنا اس کے قائل کی طرف۔ اور ان دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ یعنی یہ جو دو مختلف الفاظ کے ساتھ تعریفات منقول ہیں ان کا معنی ایک ہی ہے۔

---

[1] اصلاحی، امین احسن: مبادی تدبر حدیث، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ص:۴۷

āṣlāḥy, āmyn āḥsn :mbādy tdbr ḥdyt, fārān foundation, lāhore, p.47

"والإسناد: هو رفع الحديث إلى قائله، وهما متقاربان في المعنى"[2]

"اور اسناد یہ ہے کہ وہ حدیث کو لے جاتا ہے اس کے قائل کی طرف اور یہ دونوں معنیٰ میں قریب قریب ہیں۔"

امین احسن اصلاحی کے نزدیک سند کی تعریف:

"آپ ﷺ کی کوئی بھی حدیث صحابہ کرامؓ کے ذریعے سے کچھ راویوں کے تسلسل سے درجہ بدرجہ کسی بھی شیخ پر انتہا ہو"[3]

اس کی مثال بخاریؒ شریف کی ایک روایت سے یہ ہے کہ:

"حدثنا مسدد، قال حدثنا يحي، عن شعبة عن قتادة، عن أنس رضي الله عنه عن النبيّ قال: "لا يُؤْمِنُ أَحدكُم حتى يُحبَّ ،لأَخيهِ ما يحبُّ لِنفْسِهِ"

اس میں متن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لایؤمن أحدکم" ہے۔اور سند ان راویوں پر مشتمل ہے:مسدد، يحيى، شعبة، قتادة، أنس.

اور سند امام بخاریؒ کا یہ فرمانا ہے:

مسدد،یحیٰ،شعبہ ،قتادہ ،انس[4]

مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

"کتب حدیث کی تدوین کے بعد روایت حدیث کی سند کے لئے ان اکابر کو شیخ ماننا حدیث کے طالبعلموں کے لئے ناگزیر ہے۔"[5]

صحابہؓ کی سند میں اہمیت

---

[2] خالد علوی،ڈاکٹر،اصول الحدیث مصطلحات وعلوم،ص:۵۴

ẖāld ʿlwy, dr., āṣwl ālḥdyṯ mṣṭlḥāt w ʿlwm, p.54

[3] اصلاحی،امین احسن:مبادی تدبر حدیث،فاران فاؤنڈیشن لاہور،ص:۸۸

āṣlāḥy, āmyn āḥsn :mbādy tdbr ḥdyṯ, fārān foundation, lāhore, p.88

[4] الدمشقیّ،توجیه النظر إلى أصول الأثر۔ مكتبة المطبوعات الإسلامية-حلب۔الطبعة۱۹۹۵م،ص:۲۵

Āldmšqy, twğyh ālnẓr al ayṣwl ālaṯr- mktbh ālmṭbwʿāt ālaslāmyh-ḥlb-ālṭbʿh, 1995,p.25

[5] مبادی تدبر حدیث،ص:۸۸

mbādy tdbr ḥdyṯ, p.88

سلسلہ روایت میں صحابہ کرامؓ کو خصوصی حیثیت اور مقام حاصل ہے۔ صحابہؓ بہر حال اس امت کے گل سر سبد ہیں۔ اور محدثین کا یہ اصول کہ "الصحابہ کلھم عدول" (تمام صحابہ جرح وتعدیل سے بالاتر ہیں) ان کے بارے میں بالکل ٹھیک ہے۔[6]

ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ ﷺ کی طرف ان کی منسوب کردہ حدیث سے متعلق یہ رائے رکھیں کہ، وہ مکمل دیانتداری کے ساتھ روایت کی گئی ہے اور اس سے متعل بلاوجہ کسی شبہ میں نہ پڑیں۔[7]

سند کا اہتمام اور فن اسماء الرجال کی ایجاد

امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک:

علم اسناد اور علم روایت امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے اور اس کو ایک سیڑھی کی سی حیثیت دی گئی ہے۔ اور دیگر اہل کتاب کے ہاں اسناد کی اتنی اہمیت نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس میں احتیاط کے پہلو کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح امت مسلمہ کا وہ طبقہ جس کو مبتدع کہا جاتا ہے۔ بہر حال اہلسنت صحیح وسقیم۔ معوج ومقوم کے درمیان فرق واضح کرتے ہیں۔ اسناد اس امت کی خاصیات میں سے ایک خاصیت ہے۔ پہلی امتیں اس کا اتنا لحاظ نہیں کرتی تھیں اور نہ ہی وہ یہ ضروری سمجھتے تھے کہ ثقہ سے ہی روایت کی جائے۔ اسی وجہ سے ان کی کتابوں میں تحریف کا عنصر نمایاں ہے اور ان کے دین میں وہ چیزیں داخل ہو گئیں جو ان کے دین کا حصہ نہیں تھیں۔[8]

اور اس کے علاوہ یہ کہ حدیث مبارکہ کو وحی خفی بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں زبان نبوت ﷺ سے الفاظ ادا کروائے جاتے ہیں دراصل یہ بھی وحی ہی ہوتی ہے اور الہی تعبیر کا ایک عکس ہوتا ہے صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں الفاظ پیغمبر کے ہوتے ہیں اور قرآن میں الفاظ بھی الہامی ہوتے ہیں۔ تو قران کی طرح اس کے معانی ومفہوم کی حفاظت بھی:

---

[6] البغدادی ،الخطیب ،الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي،ص:۹۳
ālbġdādy, ālẖtyb, ālkfāyh fyʿlm ālrwāyh llẖtyb ālbġdādy, p.93

[7] مبادی تدبر حدیث،ص:۸۹
mbādy tdbr ḥdyṯ, p.89

[8] ایضاً،ص:۳۵۶
Ibiḍ, p.356

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"انا نحن نزلناالذکر وانا لہ لحافظون"[9]

"بے شک یہ کلام ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

مذکورہ آیت کے تحت آتی ہے کیونکہ حفاظت قرآن میں اس کے معانی کی حفاظت سب سے اہم ہے اس لئے اس کی حفاظت اس وعدہ الٰہی کے تحت اپنی تکمیل کو پہنچی۔ مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

حدیث کے علم کی حفاظت کے لئے مسلمانوں نے جو باقاعدہ بندوبست کیا ہے وہ فن اسماء الرجال ہے۔ جو کہ ایک قابل فخر کام ہے۔ کوئی بھی قوم ایسا کرنے سے قاصر ہے۔ مستشرقین کا کہنا ہے کہ کوئی بھی قوم ایسی پیدا نہیں ہوئی جس نے اپنے پیغمبر کے حالات زندگی کو محفوظ کرنے والوں کے بھی تذکرے کو محفوظ کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے آپؐ کے قول، فعل اور تقریر کی جمع وتدوین کا کام کیا ہے۔ جن میں صحابہ کرامؓ سے لے کر متقدمین اور متاخرین تک لوگ شامل ہیں۔ صرف آپ ﷺ کو دیکھنے اور ملاقات کرنے والوں میں تقریباً بارہ ہزار اشخاص کے اسم اور احوال ہمیں ملتے ہیں10

مولانا آگے چل کر فرماتے ہیں:

گویا جس کسی نے آپ ﷺ کی نسبت سے متعلق کچھ بھی کہنے کی جرأت کی اس کی ساری زندگی نہایت بے لاگ اور بے رحم نقادوں کی ہدف بن گئی، اور آخرت سے پہلے اس کو سارا حساب اس دنیا میں دینا پڑ گیا۔[11]

اس ضمن میں مولانا اصلاحی صاحب فرماتے ہیں کہ اس فن میں اگر کوئی قوم مسلمانوں کی حریف ہو سکتی تھی تو وہ اہل کتاب ہو سکتے تھے۔ لیکن ان کا حال یہ ہے کہ اس طرح کا انتظام اپنے نبیوں کے اقوال کی حفاظت کے لئے تو درکنار انہوں نے اپنے آسمانی صحیفوں تک کے لئے نہیں کیا۔ ان کی مذہبی کتابوں کی تو وہ حیثیت بھی نہیں ہے جو ہمارے ہاں ہماری تاریخ کی کتابوں کی ہے۔ ہمارے ہاں تاریخ کی بھی روایت ملے گی تو اس کی سند موجود ہو گی

---

[9] الحجر، ۱۵:۹

Āl ḥğr,15:9

[10] مبادی تدبر حدیث، ص: ۹۰

mbādy tdbr ḥdyṯ, p.90

[11] مبادی تدبر حدیث، ص: ۹۰

mbādy tdbr ḥdyṯ, p.90

اور اس کے لئے کوئی معیار بہر حال مطلوب ہو گا لیکن ان کے ہاں ان کی سب سے بڑی کتاب، کتاب مقدس کے لئے بھی یہ اہتمام نہیں ملتا۔ اسی طرح انجیلیں حضرت مسیحؑ کے بعد حواریوں، جیسے لوقا، یوحنا، مرقس وغیرہ سے منسوب تو ہیں لیکن ان کے اولین راویوں تک کے اپنے حالات کسی کو معلوم نہیں۔ انجیلوں کی روایت حواریوں سے کس کس نے کی، اس کا تو سرے سے تذکرہ ہی نہیں ملتا۔ جن قوموں نے اپنے آسمانی صحیفوں کی حفاظت میں کمزوری دکھائی وہ اپنے رسولوں کے اقوال کی حفاظت کا بھلا کیا اہتمام کرتیں۔

یہاں یہ نکتہ نہایت اہم اور قابل توجہ ہے کہ اس زمانہ میں حدیث کے طالبعلموں کو صرف اسلاف کے کام پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا۔ چونکہ ہمارے متقدمین نے اس فن میں انسانی بساط کے مطابق قابل قدر خدمات کو سر انجام دیا ہے۔[12]

سند صرف ایک کسوٹی ہے

مولانا اصلاحی کے نزدیک روایت کی جانچ کے لئے ضروری ہے کہ سند کو اول عامل کا مقام حاصل ہے، کسی بھی حدیث کی جانچ پرکھ کے لئے سب سے پہلے سند کو دیکھنا پڑے گا۔ اس کے نتائج میں اس کے مدرجات کا تعین ہو گا۔[13]

مولانا اصلاحی بھی اسناد کی اہمیت سے متعلق اور اس کی مسلمانوں کی خصوصیت سے متعلق وہی رائے رکھتے ہیں جو جمہور کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"کسی حدیث کے صدق و کذب کے فیصلے میں سند کے ایک اہم عامل ہونے سے انکار کی گنجائش تو کسی کے لئے نہیں ہے لیکن اس کے لطائف، محاسن، عظمت اور اس کے مطابق معیار ہونے کے باوجود سند کی تحقیق میں بعض ایسے خلارہ گئے ہیں جن کے باعث سند کو روایت کی صحت کے جانچنے کا واحد ذریعہ قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ یہ ضروری ہے کہ تحقیق حق کے لئے آج بھی نہ صرف سند کو مزید پرکھنے کی کوشش کی

---

[12] ایضاً، ص:۹۰

Ibiḍ, p.90

[13] مبادی تدبر حدیث، ص:۹۲

mbādy tdbr ḥdyṯ, p.92

جائے، بلکہ اس کے علاوہ وہ تمام فطری طریقے اختیار کئے جائیں جن سے روایت کی حیثیت متعین کرنے میں مدد مل سکتی ہو۔"[14]

دوسرا یہ کہ صرف حدیث کی سند کو ہی معیار قرار دینا آیا صرف مولانا اصلاحی کا تفرد ہے یا پھر اس سے قبل بھی اس معیار کو محدثین کے ہاں اہمیت دی گئی ہے؟ قدیم محدثین میں سے اکثر محدثین کی رائے یہی ہے کہ سند اہمیت کی حامل ہے بعض اوقات سند کی ہی بنیاد پر کسی روایت کو حسن اور کسی دوسری کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے جبکہ صرف سند کو ہی معیار قرار دینا یہ بھی عقلاً و نقلاً درست نہیں ہے اور یہی رائے مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی ہے کہ وہ جہاں حدیث کو پرکھنے کے لئے دیگر معیارات کا ذکر کرتے ہیں وہیں وہ سند کو بطور صرف ایک معیار کی حیثیت دیتے ہیں ان کے ہاں بھی صرف سند کی ہی وجہ سے کسی حدیث کو رد کر دینا درست نہ ہو گا۔ لیکن مولانا کا خیال یہ ہے کہ ، محدثین کے کچھ طبقات نے سند کو اہمیت نہیں دی اور اس کی وجہ سے دین کے کچھ شعبوں، مثلاً تصوف، تبلیغ و تبشیر وغیرہ میں رطب و یابس کی بہتات ہو گئی اس لئے اس میں اہم پیمانہ سند ہے اس پر پرکھنے کے بعد ہی ہم کسی روایت کے بارے میں یہ رائے قائم کر سکتے ہیں کہ اس کی معیاری حیثیت کیا ہے؟ بہر حال یہ کہنا کہ امین احسن اصلاحی اس معاملے میں تفرد رکھتے ہیں بلا تحقیق ہو گا۔

مولانا اصلاحی سند کی حیثیت کے متعلق فرماتے ہیں:

"سند کی اس اہمیت سے متعلق کوئی انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کچھ لوگوں کے نزدیک کسی بھی حدیث کی صحت کے ثبوت کے لئے مجرد، اور اس کی سند کا علم اصول کے معیار پر پورا ہونا ہی کافی ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک حدیث کی صحت کے لئے صرف سند کی صحت اور اس کا قابل اعتماد ہونا فیصلہ کن امر ہے۔ چنانچہ صحیح نہیں ہے۔ یہ سب غلو پر اور صرف حسن ظنی ہے"[15]

جناب امین احسن اصلاحی کی رائے میں بعض محققین رجال، جرح و تعدیل، کے مقتضیات سے کما حقہ واقف نہ تھے۔ اس لئے ان کی تحقیق پر مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بہر حال انسان ہی تھے۔ ان کے بقول حدیث

---

[14] مبادی تدبر حدیث ص:۹۸۔۹۹

mbādy tdbr ḥdyṯ, p.98-99

[15] ایضاً، ص:۹۲

Ibiḍ, p.92

کے بعض غالی، حامی مجرد، سند پر اعتماد کر کے اس کی صحیح اور قابل اعتبار ہونے کا فیصلہ دے دیتے ہیں حالانکہ سند میں مختلف کمزوریاں موجود ہیں۔ اور مولانا صاحب سند کے پہلے خلاء (کمزوری) کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

پہلا خلاء:

پہلا خلاء تو یہ دکھائی دیتا ہے کہ ان لوگوں کا دور دراز سفری مشکلات کا سامنا، عقائد و کردار، معاملات و تعلقات، نقل و حمل سے متعلق اطمینان کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لاریب کہ محدثین نے یہ کام جام جوکھوں پر کیا ہے۔ مگر اس کی ترتیب کے متعلق محتاط رائے رکھنی چاہیے کہ، ان کے بارے میں کسی رائے کو قطعی یا حتمی کہنا مشکل اور غالباً اپنی معلومات پر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے۔[16]

دوسرا خلاء

مولانا اصلاحی صاحب سند کا دوسرا خلاء بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"سند کی تحقیق میں دوسرا خلاء جو دکھائی دیتا ہے وہ جرح، تعدیل کی نزاکت ہے۔ ہر تحقیق کرنے والے کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ جرح کا تعلق کس سے ہے اور تعدیل کا کس سے۔ چونکہ یہ جاننا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ انسان ہمیشہ انسان ہی رہا ہے۔ بے شک محدثین کا معیار ہم سے کئی گنا بلند و بالا ہے مگر حدیث سے متعلق ان کی فراہم کردہ معلومات اور ان پر مبنی آراء عام انسانی فطرت میں موجود تعصب کے شائبہ سے پاک نہیں ہو سکتیں جو حق یا مخالف دونوں صورتوں میں موجود ہوتا ہے۔ جرح و تعدیل کا کام علم، فقاہت، بصیرت، تجربے اور معقولیت کا متقاضی ہے۔ انسان ہمیشہ انسان ہی رہے ہیں فرشتے نہیں رہے ہیں۔ فن اسماء الرجال کے ماہرین کا معیار، اخلاق، بصیرت و سعادت بے شک ہم سے اونچا رہا ہے لیکن وہ بہر حال آدمی ہی تھے۔ حدیث کی رواۃ متعلق ان کی فراہم کردہ معلومات اور ان پر مبنی آراء عام انسانی جبلت میں موجود تعصب کے شائبہ سے پاک نہیں ہو سکتی جو حق یا مخالف دونوں صورتوں میں پایا جاتا ہے۔[17]

تیسرا خلاء:

---

[16] مبادی تدبر حدیث، ص:۹۳

mbādy tdbr ḥdyṯ, p.93

[17] ایضاً، ص:۹۴

Ibiḍ, p.94

مولانا اصلاحی صاحب کے نزدیک سند کا تیسرا خلاء جو دکھائی دیتا ہے وہ یہ کہ ہمارے آئمہ کرام نے شیعہ ،اہل بدعت اور روافض سے روایت لینے میں بڑی مسامحت کو اپنایا ہے۔(حالانکہ اس بارے عام طور پر محدثین کا خیال یہ ہے کہ ابتدائی صدیوں میں شیعہ غالی نہ تھے محض تفضیلی علیؓ کے قائل تھے) یہ لوگ دوسرے معاملات میں تو بیدار دکھائی دیتے ہیں مگر یہاں پر چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔جیسا کہ امام مسلم سے متعلق واضح ہے کہ وہ اہل بدعت سے روایت لینے میں کوئی برائی نہیں سمجھتے تھے مگر اتنی احتیاط ضرور کرتے تھے کہ وہ اپنی بدعت کا داعی نہ ہو [18]۔

چنانچہ مولانا اصلاحی کے نزدیک مجرد، کسی کا مبتدع، ہونا اس کے ساقط الروایہ ہونے کے لئے کافی ہے اور ان فرقوں میں سے کسی کی روایت قابل قبول نہیں ہونی چاہیے۔خواہ وہ قسم اٹھا کے روایت کرے کہ میں سچ ہی روایت کروں گا۔ہمارے نزدیک یہی صحیح مسلک ہے جو قرآن وسنت کے مطابق ہے۔[19]

چوتھا خلاء:

مولانا اصلاحی صاحب سند کی تحقیق کے چوتھے خلاء میں بیان کرتے ہیں کہ اکابرین حدیث نے حرام وحلال کے مطابق حدیث کو قبول یا رد کرنے میں مکمل احتیاطی تدابیر کو اپنایا ہے۔لیکن فضائل، ترغیب وترہیب کے متعلق روایات میں جان بوجھ کر تساہل کا مظاہرہ کیا ہے۔ہمارے اکابر حدیث نے حلال و حرام کے مطابق حدیثیں قبول کرنے میں فی الجملہ احتیاط برتی ہے، لیکن ترغیب وترہیب اور فضائل وغیرہ کی روایات میں انہوں نے عمداً تساہل برتا ہے۔

مولانا کے نزدیک سند کی صحت سے متعلق محدثین نے جو طرز اپنایا ہے کہ فضائل اور ترغیب سے متعلق روایات کو مفید سمجھتے ہوئے ،ان کی سند کے ضعف کے باوجود ایسی روایات کو کتابوں میں جگہ دے دی ہے۔چنانچہ اب ہمیں یہ جائزہ لینا چاہیے کہ آیا محدثین ایسا کرنے میں حق، بجانب تھے یا نہیں۔[20]

---

[18] مبادی تدبر حدیث، ص:۹۶

mbādy tdbr ḥdyt, p.94

[19] ایضاً، ص:۹۶

Ibiḍ, p.96

[20] مبادی تدبر حدیث، ص:۹۷

mbādy tdbr ḥdyt, p.97

مولانا اصلاحی صاحب سند کی تحقیق کے متعلق جو نظریہ رکھتے ہیں وہ یہ کہ نہایت غور وخوض کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جہاں تک اہل تصوف کے خیالات و تصورات اعمال کا تعلق ہے۔ یہ سبھی بیشتر محدثین کی مہربانیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ انہوں نے کمزور روایات کو جمع کر کے نیا دروازہ کھولا جس سے من پسند دین کے تصورات نے جنم لیا۔ یہ سب معاملہ صرف اصلاح احوال تک نہ تھا بلکہ عقائد پر بھی اس گہرا اثر پڑا، اور یہ سلسلہ اس قدر بڑھا کہ دین کے نام پر نئے نئے عقائد، اعمال، اخلاق پیدا ہوئے۔ جب صوفیاء کے اس ناحق تجاوز کو محدثین نے زیادتی قرار دیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ اب واپسی کی کوئی گنجائش نہیں دکھائی دیتی۔ اور جب محدثین نے ان رگرفت مضبوط کی تو اس کے جواب میں ان کو یہ طعنہ سننا پڑا کہ محدثین کا کام تو راویوں کی غیبت کرنا ہے۔ تاریخ کے اوراق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل تصوف نے محدثین کے انتباہ کو درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ اسی طرح محدثین کا یہ خیال کہ اگر وہ ترغیب وترہیب اور فضائل اعمال، حلال و حرام اور سنن و احکام کے بارے میں احتیاط کر لیں گے تو امت پر اس کے برے اثرات نہ پڑیں گے، بالکل غلط بلکہ خطرناک ترین ظاہر ہوا۔[21]

حقیقت میں روایات کے اس تساہل کے زمرے میں کمزور روایات کی بھرمار تصوف کی کتابوں میں شامل ہو گئی ہے اور ان سے دین کا تصور جس قدر مسخ ہوا ہے وہ سب چھپاڈھکا نہیں ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ ان کی بدولت دین کا ایک متوازی تصور قائم ہو گیا جس کی بنیاد نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے عمل میں ہمیں دور دور تک دکھائی نہیں دی۔[22]

خلاصہ بحث:

سند کی حقیقت و اہمیت کے متعلق بنیادی طور پر دو باتیں ہیں۔ ا۔ اسناد کی اہمیت۔ ۲۔ اسناد ہی کو معیار قرار دینا۔ اسناد کی اہمیت وحقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسناد کو اس امت کی خصوصیت میں سے قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ مولانا اصلاحی کے نزدیک کسی بھی حدیث کے کذب، وصدق کے فیصلے میں سند کے ایک، اہم عامل کے ہونے سے انکار کی گنجائش تو کسی کے لئے نہیں ہے لیکن اس کے لطائف، محاسن، عظمت اور اس کے معیار کے مطابق ہونے کے باوجود سند کی تحقیق میں بعض ضرور ایسے ایسے خلاء موجود ہیں جن کی وجہ سے سند کو روایت کی صحت کے جانچنے کا واحد

---

[21] ایضاً، ص:۹۸

Ibiḍ, p.96

[22] مبادی تدبر حدیث، ص:۹۸

mbādy tdbr ḥdyṯ, p.98

ذریعہ قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ یہ ضروری ہے کہ تحقیق حق کے لئے آج بھی نہ صرف سند کو مزید پرکھنے کی کوشش کی جائے، بلکہ اس کے علاوہ وہ تمام فطری طریقے اختیار کئے جائیں جن سے روایت کی حیثیت متعین کرنے میں مدد مل سکتی ہو۔